مرتبہ : محمد اقبال قریشی ہارون آبادی

علوم و معارف

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحؒ

یہ ملفوظات حضرت حکیم الامت رحؒ سے منقول نہیں
البتہ انہوں نے التفات خاص سے
جمع کروائے تھے

قابلِ تکفیر کون | خان[1] صاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی رحؒ فرماتے تھے کہ اطراف لکھنؤ میں ایک عالم رہتے تھے، جو بڑے عالم تھے۔ مولانا نے ان کا نام بھی لیا۔ مگر مجھے یاد نہیں رہا۔ یہ عالم ایک مسجد میں رہتے تھے، اور مسجد کی جنوبی جانب ایک سہ دری تھی، اس میں پڑھایا کرتے تھے۔ مولوی فضل رسول بدایونی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کو وہ اپنی تحریرات سنائیں جو انہوں نے مولانا شہید کی رد میں لکھی تھیں، اور ان سے اسکی تصدیق اور مولانا شہید کی تکفیر چاہی۔ اتنے میں جماعت تیار ہوگئی۔ مولوی صاحب نے فرمایا پہلے نماز پڑھ لیں پھر غور کریں گے۔ مولوی فضل رسول کے ساتھ ایک شخص بھی تھا۔ مولوی صاحب اور مولوی فضل رسول تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور وہ ان کا ساتھی نہیں اٹھا اور بیٹھا ہوا حقہ پیتا رہا۔ جب مولوی صاحب نماز پڑھ کر تشریف لائے تو اسے حقہ پیتے ہوئے دیکھا۔ اس پر مولوی صاحب نے مولوی فضل رسول سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ میرے عزیز ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کتنے دنوں سے ہیں انہوں نے مدّت بتائی۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تکفیر کا ارادہ میرا پہلے بھی نہ تھا۔ مگر اتنا ارادہ تھا کہ آپ کے موافق لکھ دوں گا۔ مگر اس وقت الحمدللہ نماز کی برکت سے مجھ پر ایک حقیقت منکشف ہوئی، وہ یہ کہ یہ شخص تمہارا عزیز ہے اور اتنی مدّت سے تمہارے ساتھ بھی ہے، مگر باوجود اس کے تم اسے مسلمان (نمازی) بھی نہ بنا سکے اور مولوی اسماعیل رحؒ جس طرف نکل گیا ہزاروں کو دیندار بنا گیا ہے۔ پس قابلِ تکفیر تم ہو نہ کہ مولوی اسمٰعیل رحؒ۔ لہذا تم میرے پاس سے چلے جاؤ میں کچھ نہ کہوں گا۔ اس پر وہ بے نیل و مرام واپس ہوگئے۔ یہ قصہ بیان

[1] خان صاحب سے مراد مولانا امیر شاہ خاں صاحب مرحوم و مغفور ہیں۔

کرکے خان صاحبؒ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے ملا ہوں جو مولوی فضل رسول کے ساتھ تھا۔ حالانکہ وہ بوڑھا ہوگیا تھا مگر بڑھاپے تک بے نمازتھا۔ اور دنیا کی تمام بازیوں مثل کبوتربازی، بٹیربازی، مرغ بازی وغیرہ میں ماہر تھا۔ (ارواح ثلاثہ ص۱۰۱) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: پس قابل تکفیر الخ اقول اس بنا پر نہیں کہ تمہارا اثر ساتھی پر نہ ہوا بلکہ اس بنا پر کہ اتنے بڑے خادم الاسلام کی تکفیر کی جو بردئے حدیث موجب تکفیر ہے۔ پس حدیث کے جو معنی بھی ہیں اس بنا پر یہ قابلیت بھی ہے تکفیر کی۔ (شریف الدرایات حواشی امیرالروایات)

۳۲۔ شاگرد کی نصیحت | خانصاحبؒ نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے مولانا نانوتوی صاحبؒ۔ مولانا عبدالقیوم صاحبؒ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ ایک روز مولانا شہیدؒ ہندوؤں کے کسی میلہ میں گئے۔ سید صاحبؒ اس زمانہ میں ان سے پڑھتے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ گئے۔ جب یہ دونوں میلہ میں پہنچے، سید صاحب پر ایک جوش سوار ہوا، اور نہایت غصہ آیا اور تیز لہجہ میں مولانا شہیدؒ سے فرمایا کہ آپ نے کس لئے پڑھا تھا، کیا سواد کفار بڑھانے کیلئے؟ آپ کو معلوم ہے کہ آپ اس وقت کہاں ہیں، آپ غور فرمائیں کہ ایک عالم شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا بھتیجا کفار کے میلہ کی رونق بڑھائے۔ مولانا کا اس پر خاص اثر ہوا، اور انہوں نے کہا: سید صاحب آپ بجا فرماتے ہیں، اور واقعی غلطی میری ہے۔ اور یہ فرما کر فوراً لوٹ آئے اور پھر کبھی کسی میلہ میں نہیں آئے۔ (ارواح ثلاثہ ص۱۱۵) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ سید صاحب آپ نہایت بجا (اقول) شاگرد کی نصیحت کو تیز لہجہ میں قبول کر لینا اور عمل کرنا کس قدر مجاہدہ عظیمہ ہے۔ (شریف الدرایات حواشی امیرالروایات)

۳۳۔ غزالیٔ وقت | خانصاحبؒ نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب دہلویؒ قلب کے اندر جو نہایت چور ہوتے ہیں، ان سے خوب واقف ہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص۱۵۰) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ۔ نہایت باریک چور (اقول) تو اپنے وقت کے غزالی بھی تھے۔ (شریف الدرایات)

۳۴۔ قبول عام کی دو صورتیں | خانصاحبؒ نے فرمایا کہ میں اس وقت مولانا نانوتویؒ کا ایک ملفوظ سناتا ہوں جو اس مقام کے مناسب ہے کہ قبول عام کی دو صورتیں ہیں۔ ایک وہ قبول جو خواص سے لے کر عوام تک پہنچے، اور دوسرا وہ جو عوام سے شروع ہو اور اس کا اثر خواص تک بھی پہنچ جائے۔ پہلا قبول علامت قبولیت ہے نہ کہ دوسرا۔ کیونکہ حدیث میں جو مضمون علامت

مقبولیت آیا ہے۔ وہ یہ کہ اوّل بندہ سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ ملاء اعلیٰ کو محبت کا حکم دیتے ہیں، اور ملاء اعلیٰ سے اپنے نیچے والوں کو، یہاں تک کہ وہ حکم اہل دنیا تک آتا ہے۔ اور جو ترتیب ملاء اعلیٰ میں تھی اسی ترتیب سے اسکی محبت دنیا میں پھیلتی ہے کہ پہلے اس سے اچھے لوگوں کو محبت ہوتی ہے اس کے بعد دوسروں کو پس جو مقبولیت اس کے برعکس ہوگی وہ دلیل مقبولیت نہ ہوگی۔ (ارواح ثلاثہ صـ۱۶۴)

۳۵- احتیاط | خانصاحبؒ نے فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا یا مولانا نانوتویؒ نے اچھی طرح یاد نہیں۔ مگر سنا ان دو حضرات میں سے کسی ایک سے ہے، کہ ایک شخص نہایت خوش گلو تھے اور نعت وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے میاں جی نور محمد صاحبؒ سے عرض کیا کہ یہ شخص خوش گلو ہے۔ اور نعت پڑھتا ہے۔ آپ بھی سن لیجئے۔ آپ نے فرمایا: لوگ مجھے کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور غنا بلا مزامیر میں بھی علماء کا اختلاف ہے اور اس لئے اس کا سننا خلاف احتیاط ہے۔ لہذا میں اس کے سننے سے معذور ہوں۔ (ارواح ثلاثہ صـ۲۰۷) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ امام بنا دیتے ہیں۔ (اقول) کس قدر ادب ہے منصب امامت کا، کہ اختلافات سے بھی احتیاط کی۔ یہ تھے صوفی صافی کہ شریعت کا اس قدر پاس فرماتے تھے۔ (شریف الدرایات حواشی امیر الروایات)

۳۶- نواب قطب الدینؒ اور مولوی نذیر حسین | خانصاحبؒ نے فرمایا کہ مجھ سے مولانا نانوتویؒ بیان فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین صاحبؒ بڑے پکے مقلد تھے، اور مولوی نذیر حسین صاحب پکے غیر مقلد۔ ان میں آپس میں تحریری مناظرے ہوتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی جلسہ میں میری زبان سے نکل گیا کہ اگر کسی قدر نواب صاحب ڈھیلے پڑ جائیں، اور کسی قدر مولوی نذیر حسین اپنا تشدد چھوڑ دیں تو جھگڑا مٹ جائے۔ میری اس بات کو کسی نے نواب قطب الدین صاحبؒ تک بھی پہنچا دیا، اور مولوی نذیر حسین صاحب تک بھی۔ مولوی نذیر حسین صاحب تو سن کر ناراض ہوئے، مگر نواب صاحب پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا تھا، وہاں تشریف لائے اور آکر میرے پاؤں پر عمامہ ڈال دیا اور پاؤں پکڑ لئے اور رونے لگے اور فرمایا: بھائی جس قدر میری زیادتی ہو خدا کے واسطے مجھے بتلا دو۔ میں سخت نادم ہوا۔ اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا اور کہا کہ حضرت آپ میرے بزرگ ہیں۔ میری کیا خیال تھی کہ میں ایسی گستاخی کرتا۔ آپ سے کسی نے غلط کہا ہے۔ غرض میں نے بمشکل تمام ان کے خیال کو بدلا اور بہت دیر تک

وہ بھی روتے رہے، اور میں بھی روتا رہا - یہ قصہ بیان کر کے خانصاحبؒ نے فرمایا کہ جب مولاناؒ نے یہ قصہ بیان فرمایا - اس وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے تھے۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۴۲)

حاشیہ حکیم الامتؒ: قولہ پاؤں پر ... الی قولہ مجھے تبلا دو۔ (اقول) کیا انتہا ہے اس للّٰہیت کی ایسے بزرگ پر کب گمان ہو سکتا ہے کہ نفسانیت سے مناظرہ کرتے ہوں۔ قولہ جھوٹ بولا (اقول) چونکہ اس میں کسی کا ضرر نہ تھا اس لئے اباحت کا حکم کہا جائے گا۔ (شریف الدرایات)

۳۷- خانصاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتویؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ مختلف لوگوں کی نسبت احادیث میں لفظ احب وارد ہوا ہے، کہیں حضرت عائشہؓ کو کہیں حضرت فاطمہؓ کو وغیرہ وغیرہ لیکن ابوبکر صدیقؓ کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا اور یہ بات جس میں مادہ خلت ہو کسی اور کیلئے نہیں فرمائی۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ خاص خاص مادوں کی خاص خاص خصوصیات ہوتی ہیں۔ مثلاً جس مادہ میں فَ کی جگہ ہو (یعنی فا، فعل کی جگہ) شؔ ہو گا، اس کے معنی میں علو کے معنی پائے جائیں گے جیسے شرف، شر، شیطان وغیرہ۔ اسی طرح جس مادہ میں فؔ عؔ کی جگہ خؔ لؔ ہوں گے اس میں علیحدگی اور یکسوئی کے معنی پائے جائیں گے جیسے خلوت خلو، بیت الخلاء، خلال وغیرہ۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ محبت کا تعلق قلب سے ہے اور قلب میں بہت سے پردے ہوتے ہیں اور اس کے بیچ میں ایک خلا ہوتا ہے پس عام محبوبوں کی محبت تو قلب کے پردوں میں ہوتی ہے اور خلیل کی محبت اس خلاء میں جو قلب کے اندر ہوتا ہے جب یہ بھی معلوم ہو گیا تو اب حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ میرے جوف قلب میں خدا کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت کی جگہ نہیں ہے۔ اور بالفرض اس جگہ کسی اور کی محبت کی جگہ ہوتی تو ابوبکر صدیقؓ کی محبت کی ہوتی اور جب ابوبکرؓ آپؐ کو اس درجہ محبوب تھے تو ضروری ہے کہ آپؐ کی محبت اور سب سے زائد ہو گی اور دوسروں کی محبت تعلق جوف قلب سے دور پردوں سے ہو گا۔ اور ابوبکر صدیقؓ کی محبت کا تعلق اس پردہ سے دور جوف قلب سے قریب تر ہے۔

(ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۷۱) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ کسی کو خلیل بنانا (اقول) اگر اس پر یہ سوال ہو کہ حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ فرما کر اپنے تفضیل کی علت میں اپنے کو حبیب اللہ فرمایا ہے۔ جس سے اس کے عکس کا شبہ ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس حکم کا مبنی لغت نہیں بلکہ محاورہ ہے۔ محاورات میں خلیل کا اطلاق عاشق پر بھی ہوتا ہے۔ مگر حبیب کا صرف اسی معشوق پر۔ (شریف الدرایات)

(باقی آئندہ)